پاکستان کے لیے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

مولانا ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

(۸) استاذ کو تحمل سے جواب دینا چاہئے: مسلم کی روایت ہے ایک دیہاتی نے دوران سفر اونٹنی کی لگام پکڑ کر سوالات پوچھنے شروع کر دیئے، آپ ﷺ نے جوابات دے کر صرف اتنا کہا اب تو جانے دو کوئی سختی نہیں کی۔(۱۰۷) ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ عرفات کے میدان میں منتفق نامی ایک شخص نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر روکنا چاہا صحابہؓ نے روکا تو آپ ﷺ نے اجازت دی، اس نے وہیں آپ ﷺ سے سوالات کیے آپ ﷺ نے اسے ارکان اسلام کی تعلیم دی اور کسی خفگی کا اظہار نہیں کیا۔(۱۰۸)

(۹) استاذ دین کے ساتھ دنیا کی طرف بھی متوجہ رکھے: شیخ ابوغدہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: خَیْرُ کُمْ مَنْ لَمْ یَتْرُکْ دُنْیَاہُ لِآخِرَتِہٖ۔ (۱۰۹) تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی دنیا کو آخرت کی وجہ سے نہ چھوڑ دے یعنی دونوں کو ساتھ لے کر چلے، دوسری حدیث میں ہے دنیا پر سوار ہو کر آخرت تک پہنچو۔(۱۱۰) اسی طرح فرمایا دنیا آخرت کا پل ہے۔(۱۱۱) اس سے معلوم ہوتا ہے دین کے ساتھ دنیاوی فرائض بھی نبھانے چاہئیں، دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم وفنون بھی سیکھنا چاہئے۔

(۱۰) فروغ علم کی ترغیب: اللہ تعالیٰ نے اس امت کی خصوصیت اور ذمہ داری سورہ آل عمران میں (۱۱۲) بیان کرتے ہوئے اس کا باقاعدہ حکم دیا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لِیُبَلِّغُ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ۔ (۱۱۳) جو علم حاصل کرے وہ ان لوگوں تک علم پہنچائے جنہیں علم حاصل نہیں ہے، اسی طرح فرمایا: بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَۃً۔ (۱۱۴) طلبہ استاذ سے اگر معمولی بات بھی سیکھیں تو اسے بھی دوسروں تک پہنچائیں۔

(۱۱) استاذ کو آئیڈیل شخصیت ہونا چاہئے: طالب علم ہمیشہ استاذ سے فکر وعمل اخذ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن کریم نے آپ ﷺ کو لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ (۱۱۵) بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے وثیمہ کو دعوت اسلام دینے کے لئے عمر بن العاصؓ کو بھیجا۔ انہوں نے تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا آپ ﷺ انہ لا یأمر بخیر الا کان اول آخذ بہ۔ (۱۱۶) پہلے خود عمل کرتے ہیں پھر دوسروں کو حکم دیتے ہیں، اسی طرح دیگر خصوصیات بیان کیں جنہیں سن کر وہ مسلمان

ہو گئے۔

(۱۲) طلبہ کی غلطیوں کی اپنے ہاتھ سے اصلاح کرنا: مسلم اور ابوداؤد کی ایک حدیث ہے کہ ایک شخص نے مسجد کی دیوار پر تھوکا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تھوک صاف کیا اور اصلاح کرتے ہوئے فرمایا نمازی کے سامنے اللہ ہوتا ہے قبلہ کی طرف نہیں تھوکنا چاہئے، مجبوری ہو تو دائیں بائیں تھوکے یا کپڑے (رومال) میں تھوک لے۔(۱۱۷) تاکہ مسجد صاف رہے۔اگر طالب علم بورڈ پر یا کاپی میں لکھتے ہوئے کوئی غلطی کرے تو اس کی اصلاح کر دینا چاہئے۔

(۱۳) طلبہ کو پریکٹیکل کے ذریعہ تعلیم دینا: مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کی روایت ہے ایک شخص نے نماز کے اوقات پوچھے تو آپ ﷺ نے اسے اپنے ساتھ ان اوقات کی نماز پڑھوا کر بتایا، یہ وقت ہے۔(۱۱۸) ابوداؤد اور نسائی کی روایت ہے ایک شخص نے وضو کا طریقہ پوچھا تو آپ ﷺ نے اسے مکمل وضو کر کے طریقہ سکھایا۔(۱۱۹) اسی طرح بخاری و مسلم کی روایت ہے آپ ﷺ سے نماز کی ادائیگی کا طریقہ پوچھا تو آپ ﷺ نے پوری نماز ادا کر کے سکھائی۔(۱۲۰)

(۱۴) استاذ تھوڑی تھوڑی تعلیم دے: آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو نصیحت کی کہ تھوڑی تھوڑی تعلیم دیں۔(۱۲۱) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب تک ہم دس آیات پڑھ کر سمجھ نہ لیتے آگے نہیں بڑھتے تھے۔(۱۲۲) آپ ﷺ نے فرمایا: یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا۔ (۱۲۳) (طلبہ کے لئے) آسانی پیدا کرو دشواری نہیں، خوشخبری سناؤ نفرت نہیں۔

(۱۵) استعداد کی رعایت: مسند احمد کی روایت ہے ایک نوجوان نے روزہ میں بیوی کا بوسہ لینے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے منع کر دیا۔(۱۲۴) لیکن ایک بوڑھے نے مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔(۱۲۵) اس لئے کہ بوڑھا جذبات پر کنٹرول کر سکتا ہے جوان نہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے ایک شخص نے جس کے والدین بوڑھے تھے اس نے جہاد کی اجازت چاہی تو منع کر دیا۔(۱۲۶) حالانکہ جہاد فرض ہے لیکن اس کے ماں باپ کی کفالت اور دیکھ بھال بھی فرض تھی، لہٰذا اس کے حسب حال حکم دیا۔

(۱۶) کبھی سوال کر کے تعلیم دینا چاہئے: آپ نے پوچھا کیا دن میں پانچ دفعہ نہانے والا میلا رہ سکتا ہے؟ پھر جواب دیا: اسی طرح پانچ وقت نماز پڑھنے والا گناہ گار نہیں رہ سکتا۔(۱۲۷) حدیث جبرائیل بھی اس کی مثال ہے۔

(۱۷) طالبعلم کے غلط سوال کا جواب علمی کیساتھ عقلی بھی ہونا چاہئے: ایک نوجوان نے زنا کی اجازت چاہی تو فرمایا کیا اپنی ماں، بہن، بیٹی کے لئے بھی پسند کرو گے کہ کوئی زنا کرے اس نے کہا نہیں تو فرمایا تم بھی یہ کام نہ کرو۔(۱۲۸)

(۱۸) تدریس کو دلچسپ بنائے: بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ کھجور کے درخت کو پہلی شکل میں پوچھا کوئی جواب نہ

دے سکا تو خود جواب بتایا۔(۱۲۹) تا کہ طلبہ کی ذہنی صلاحیت کا بھی اندازہ ہو جائے۔

(۱۹) نقشہ، مثال اور چارٹ کے ذریعہ بھی تعلیم دینا چاہئے: آپ ﷺ نے زمین پر لکیریں کھینچ کر ہدایت و گمراہی کے راستوں کی نشاندہی کی۔(۱۳۰) آپ ﷺ نے ہاتھ سے لکیریں کھینچ کر فاطمہ، خدیجہ، مریم اور آسیہ علیہم السلام کی فضیلت کو واضح کیا۔(۱۳۱) ایک دفعہ انگلیوں کو آپس میں داخل کر کے مسلم اتحاد کو نمایاں کیا۔(۱۳۲) ایک دفعہ انگلیوں کے ذریعہ یتیم کی کفالت کرنے والے کے مقام کی نشاندہی کی۔(۱۳۳)

(۲۰) زائد معلومات کی فراہمی: ابوداؤد کی روایت ہے آپ ﷺ سے سمندری پانی سے وضو کا جواز معلوم کیا، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: هو الطهور ماء ه الحل ميتته ۔ (۱۳۴) پانی کے ساتھ اس کی مچھلی بھی حلال ہے۔ طالب علم نے سوال کیا قیامت کب آئے گی فرمایا: ما أعددت لها، (۱۳۵) تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے، یعنی پہلے تیاری کر لو پھر انتظار کرو۔

(۲۱) خواتین کی تدریس اور جوابات میں ان کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے: آپ ﷺ کے چند تدریسی اصول مدلل انداز میں ملاحظہ کیجئے، یہ لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لئے ہیں، اس کے علاوہ خواتین اور بچیوں کے لئے آپ کی سیرت سے چند خصوصی اصول مزید معلوم ہوتے ہیں۔ مسلم، ابوداؤد اور شمائل ترمذی کی روایت ہے ایک روز راستہ میں ایک ایسی عورت ملی جو نارمل نہیں تھی، کہنے لگی مجھے آپ ﷺ سے کام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا چلو جہاں چل کر بات کرنا پسند کرو میں تیار ہوں۔ وہ دور لے گئی فجلس النبي إليها حتى قضت۔ (۱۳۶) آپ نے اس کے ساتھ بیٹھ کر پوری بات سنی پھر واپس آئے اس لئے کہ ممکن تھا وہ شرم کی وجہ سے وہ بات عام لوگوں کے سامنے نہ کرنا چاہتی ہو، لہٰذا استاذ کو خواتین کا لحاظ کرنا چاہئے۔ آپ ﷺ سے حیاء کی وجہ سے بہت سے سوالات پوچھنا مشکل ہوتا تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا: انما انا لكم مثل الوالد۔(۱۳۷) میں تمہارے والد کی طرح ہوں، جو چاہو پوچھو، حیاء نہ کرو، اسماء بنت شکل نے حیض کے بعد غسل کا طریقہ پوچھا: آپ ﷺ نے مکمل طریقہ بتایا۔(۱۳۸) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں انصار کی عورتوں کو دینی مسائل معلوم کرنے میں حیاء نہیں آتی تھی۔(۱۳۹) عید کے اجتماع میں خواتین (غالباً فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے) آپ ﷺ کا خطاب نہ سن سکیں تو جا کر خواتین کو الگ سے خطبہ دیا اور صدقہ کی تعلیم دی۔(۱۴۰) پھر خواتین کے مطالبہ پر ان کے لئے الگ خاص ایام تعلیم کے لئے مقرر کر دیئے۔(۱۴۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین بھی اسی طرح تعلیم کی مستحق ہیں جس طرح مرد ہیں، البتہ مخلوط تعلیم کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، اس لئے دونوں کی کلاسیں اور اوقات الگ الگ ہونا چاہئے تا کہ وہ بے حجابانہ تعلیم حاصل کر سکیں اور سوالات کے ذریعہ اپنی تشفی کر سکیں۔

مثالی متعلم تعلیمات نبویہ کی روشنی میں: مثالی نظامِ تعلیم کی کامیابی کا اہم ترین حصہ طالب علم ہے، جس کے بغیر یہ نظام نہ تشکیل پا سکتا ہے اور نہ مثالی بن سکتا ہے، ترمذی اور مشکوۃ میں ابی درداءؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جو علم

حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے وہ جنت کی طرف چلنے والوں میں سے ہے، فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں، زمین اور سمندر کی مخلوق اس کے لئے استغفار کرتی ہیں۔(۱۴۲) آپ ﷺ نے فرمایا: جو علم حاصل کرنے نکلا وہ مجاہد کی طرح ہے۔(۱۴۳) حضرت عمر بن خطابؓ نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا علم کو وقار تواضع اور سکینت کے ساتھ حاصل کرو۔(۱۴۴) امام جاحظ نے لکھا ہے علم حاصل کرنے کے لئے کتاب کے ساتھ استاذ بھی ضروری ہے۔(۱۴۵) یہی وجہ ہے اسلام میں استاذ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔(۱۴۶) طالب علم کو چاہئے وہ علم کے حصول میں مخلص ہو، استاذ کا مخلص ہو جو کچھ پڑھے اسے محفوظ کرے اور محفوظ کرنے کا آسان طریقہ تکرار کرنا ہے۔کتانی نے لکھا ہے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں۔(۱۴۷) تکرار کے ساتھ عمل بھی علم کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے، طالب علم کو علم جلب زر یا عہدے کے لئے نہیں حاصل کرنا چاہئے، اصحاب صفہ جو کہ مثالی طالب علم تھے ان کی سیرت کو پیش نظر رکھنا چاہئے، مولانا گیلانی لکھتے ہیں یہ طلبہ دن کو لکڑیاں چن کر فروخت کرتے، رات کو تعلیم حاصل کرتے تھے۔ایک طالب علم کا انتقال ہوا، غسل کے وقت لباس میں سے ایک اشرفی نکلی دوسرے طالب علم کے پاس سے دو نکلیں آپ ﷺ نے دونوں کے لئے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔(۱۴۸) اس لئے ہمیں طلبہ کو مثالی بنانے کے لئے ان کی ذہن سازی اور کردار سازی کرنی ہوگی، جو کہ تربیت کے ذریعہ ممکن ہے۔مثالی نظام تعلیم کا تقاضہ ہے، ضرورت مند طلبہ کی مالی کفالت کی جائے اسکالرشپ، ملک و بیرون ملک کی دی جائیں، جیسا کہ آپ ﷺ اصحابہ صفہ کی کفالت کرتے تھے، مولانا گیلانیؒ نے عادل شاہ کے حوالہ سے لکھا ہے اس کے دور میں طلبہ کو صبح، شام، دوپہر کھانا ملتا تھا اور خرچ کے لئے ایک ایک سکہ (ہون) ملتا، پڑھنے کے لئے کتابیں دی جاتی تھیں۔(۱۴۹) نور احمدؒ لکھتے ہیں مسجد ہمیشہ تعلیم کا مرکز رہی، جہاں بلا تخصیص سب کو تعلیم دی جاتی اور تمام طلبہ کی کفالت کی جاتی تھی، جملہ اخراجات معلمین و متعلمین، حکومت کے ذمہ تھے۔(۱۵۰) ہمارے ملک میں دینی مدارس کا جو نظام ہے اس میں طلبہ کی مکمل کفالت کی جاتی ہے۔(۱۵۱)

عہد نبوی ﷺ کی مثالی درسگاہیں: آپ ﷺ نے جس مثالی نظام تعلیم کی بنیاد رکھی اس کے مراکز مساجد و مدارس تھے، یہ ادارے اسلام کے آغاز ہی سے وجود میں آگئے تھے، کچھ کا تعلق مکہ سے تھا کچھ کا مدینہ سے اور کچھ ادارے بیرون ممالک میں تھے جیسے آج کل بہت سے اداروں کا بیرونی یونیورسٹیوں سے الحاق ہوتا ہے، ان میں سے کچھ درسگاہیں فل ٹائم کے لئے تھیں کچھ پارٹ ٹائم کے لئے جیسے آج کل صبح و شام کے اسکول و کالجز موجود ہیں۔

مکی درسگاہیں یہ تھیں: ۱۔پہلی درسگاہ ابو بکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں بنائی جس میں نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔(۱۵۲) ۲۔دوسری فاطمہؓ بنت خطاب کی درسگاہ جہاں میاں بیوی کو حضرت خبابؓ قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔(۱۵۳) (اسے ٹیوشن سینٹر اور کوچنگ سینٹر سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔) ۳۔تیسری درس گاہ دار ارقمؓ تھی جسے ارقم نے کوہ صفا پر قائم کیا تھا جہاں نو مسلموں کو اسلام کی تعلیم دی جاتی تھی۔(۱۵۴)

مدنی درس گاہیں یہ تھیں: ۱۔ پہلی مسجد بنی زریق میں تھی، یہاں حضرت رافعؓ تعلیم دیتے تھے۔(۱۵۵) ۲۔ دوسری مسجد قباء میں تھی جس میں سالمؓ امامت وتدریس فرماتے تھے۔(۱۵۶) ۳۔ تیسری نقیع الخضمات میں تھی جہاں حضرت مصعبؓ استاذ تھے۔(۱۵۷)

مسجد نبویؐ اور درس گاہ اصحاب صفہ: ان درسگاہوں کا تعلق آغاز اسلام سے ہے بعد میں اور بے شمار درسگاہیں قائم ہوئیں ہجرت کے بعد سب سے عظیم درس گاہ مسجد نبوی ﷺ تھی، گویا یہ پہلی باقاعدہ یونیورسٹی تھی، جہاں اصحاب صفہ مستقل حصول علم کے لئے قیام کرتے تھے جیسے آج کل ہاسٹل ہوتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد ہمارے درمیان بیٹھ جاتے تھے اور ہم آپ سے اسلامی علوم پر سوالات کرتے تھے۔(۱۵۸) گویا صبح سے تدریس کا آغاز ہو جاتا تھا۔ اصحاب صفہ کی تعداد عام طور سے ساٹھ ستر ہوتی تھی، تقریباً چار سو افراد کے نام شمار کرائے گئے ہیں، قاضی اطہرؒ صاحب نے ۱۰۰ افراد کی فہرست پیش کی ہے۔(۱۵۹) جسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے یہاں تعلیم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں تھی، اسی طرح یہاں تعلیم حاصل کرنے والے فارسی، رومی، حبشی، ہندی، یمنی غرض ہر قوم ونسل کے افراد تھے۔(۱۶۰) اس درسگاہ کے طالب علم مرد بھی تھے خواتین بھی، صحیح الجسم بھی تھے اور معذور ونابینا افراد بھی۔ (۱۶۱) بہت سے افراد وفود کی شکل میں علم حاصل کرنے آتے اور پھر علم حاصل کر کے اپنے علاقوں میں واپس جا کر علمی خدمات بجالاتے، ان وفود میں وفد عبدالقیس، وفد ثقیف، وفد خولا، وفد نجیب، وفد سلامان، وفد عبدالقیس، وفد تمیم، وفد بجیلہ، وفد نخع، وفد مزینہ کے تذکرے ملتے ہیں، ان وفود میں چند افراد سے لے کر چار سو افراد تک کی تعداد بیان کی گئی ہے۔(۱۶۲) خود آپ ﷺ بھی مختلف قبائل وعلاقوں میں علماء کو تدریس کے لئے بھیجا کرتے تھے، جیسے جدیلہ کے دو قبائل عضل اور قارہ کے مطالبہ پر چھے علماء مرثد بن أبی مرثدؓ کی سربراہی میں بھیجے۔(۱۶۳) اہل یمن کے مطالبہ پر حضرت علیؓ کو معلم بنا کر بھیجا۔(۱۶۴) پھر ابوعبیدہؓ کو بھیجا۔(۱۶۵) ان کے بعد معاذ بن جبلؓ وغیرہ کو بھیجا۔(۱۶۶) آپ ﷺ کے زمانہ سے بہت سے صحابہؓ نے اپنی اپنی درسگاہیں فروغ علم کے لئے قائم کر لیں تھیں۔ ایسی تقریباً نوے درسگاہوں کا تذکرہ قاضی اطہر صاحبؒ نے تفصیل سے کیا ہے۔(۱۶۷)

عہد نبویؐ کا مثالی نصاب تعلیم اور علوم وفنون: نصاب تعلیم مقاصد تعلیم کی تکمیل کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کے بغیر مثالی نظام تعلیم وجود میں نہیں آ سکتا۔ اس نصاب میں قرآن وحدیث اور فقہ کے ساتھ دیگر علوم مروجہ بھی شامل نصاب تھے، اس لئے کہ اسلام میں دین ودنیا کی تقسیم کا کوئی تصور نہیں ہے دارومدار انسان کی نیت پر ہے بعض علوم تو ایسے ہیں جن کے حصول کے لئے آپ ﷺ نے باقاعدہ حکم دیا۔ مثلاً علم انساب کے بارے میں حکم دیا: تعلموا من انسابکم ماتصلون به ارحامکم۔(۱۶۸) سلسلہ نسب کا علم حاصل کرو تاکہ تمہارے درمیان محبت بڑھے۔ اسی طرح فرما تعلموا النجوم ما تهتدون به فی ظلمات البر والبحر۔ (۱۶۹) علم نجوم حاصل کرو تاکہ خشکی اور تری کے را۔

دریافت کرنے میں آسانی ہو۔اسی طرح فرمایا: تعلموا الفرائض و علموه الناس ۔(۱۷۰) وراثت کا علم حاصل کرو اوردوسروں کوبھی سکھاؤ،فرمایا: تعلموا الرمی والقرآن ۔(۱۷۱) جہاد بالعلم کے لئے قرآن، جہاد بالید کے لئے تیر اندازی سیکھو۔اور علم کتابت سیکھنے کا حکم دیا کہ: استعن بیمینك ۔(۱۷۲) دائیں ہاتھ سے لکھو،حضرت حفصہؓ کو کتابت سیکھنے کا حکم دیا۔(۱۷۳)اورشفاء عدویہؓ کواستاذ مقرر کیا۔حضرت زید بن ثابتؓ کوسریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔(۱۷۴) صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی تعلیمات پر بھرپور طریقہ سے عمل کیا اور بے شمار علوم وفنون پر عبور حاصل کیا، قاضی اطہر مبارکپوری صاحب ؒ لکھتے ہیں: حضرات صحابہؓ علوم نبوت ﷺ یعنی کتاب وسنت اور فقہ وفتویٰ کے ترجمان ومعلم تھے اوران ہی علوم کی تعلیم دیتے تھے، اسی کے ساتھ دوسرے علوم والسنہ کے بھی عالم تھے، مثلاً علم الانساب میں ابوبکر صدیقؓ، ابوالجہم بن حذیفہؓ، جبیر بن مطعمؓ سب سے بڑے عالم تھے، اور جمیع انساب عرب میں مہارت رکھتے تھے، ان کے علاوہ عثمان بن عفانؓ، علی بن ابی طالبؓ، عقیل بن ابی طالبؓ بھی اس میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔(۱۷۵) زید بن ثابتؓ سریانی زبان کے عالم تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صرف سترہ دن میں لکھنے پڑھنے کی مہارت حاصل کرلی تھی، جیساکہ صحیح بخاری میں ہے ابوبکر صدیقؓ تعبیر رویا میں سب سے آگے تھے، عبداللہ بن عباسؓ حدیث، تفسیر، مغازی، اشعار اور ایام عرب میں جامعیت کے مالک تھے اور ایک ایک دن ان سب کا علیحدہ علیحدہ درس دیتے تھے، ابوالدرداؓ حدیث، فقہ، فرائض، حساب اور اشعار عرب کے جامع عالم ومعلم تھے۔(۱۷۶) حضرت عقبہؓ بن عامر جہنی جامع قرآن، قاری، فرائض وفقہ کے عالم، شاعر، کاتب اور فصیح وبلیغ جلیل القدر محدث تھے۔ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی حدیث وفقہ وفرائض کے ساتھ انساب عرب، اشعار عرب اور طب میں مرجع تھیں۔(۱۷۷)صہیب بن سنان رومیؓ سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور اسفار کے خاص راوی تھے، اور اپنے شاگردوں سے صرف ان ہی کو بیان کرتے تھے۔(۱۷۸) عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سریانی اور عبرانی زبان سے واقف تھے، اور تورات پڑھتے تھے، ابوہریرہؓ نے تورات نہیں پڑھی تھی مگر اس کے مضامین سے اچھی طرح واقف تھے۔اس کی شہادت کعب احبارؓ نے دی ہے، وہ فارسی اور حبشی کے بھی عالم تھے، سلمان فارسیؓ کی مادری زبان فارسی تھی، ایک روایت کے مطابق اہل فارس نے ان سے سورۃ فاتحہ کے فارسی ترجمہ کی خواہش کی تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ کرکے آپ ﷺ کو سنایا، اہل فارس نے اس ترجمہ کو پڑھنا شروع کردیا، جب زبان جاری ہونے لگی تو عربی میں پڑھنے لگے۔(۱۷۹) عبدالحی کتانیؒ نے بہت سے ایسے صحابہؓ کا تذکرہ کیا ہے جو حساب کتاب میں ماہر تھے۔(۱۸۰) سیّدامیر علی نے اپنی کتاب SPirit of Islam میں مسلمانوں کی جدید علوم کی خدمات کے حوالہ سے تفصیل سے لکھا ہے۔(۱۸۱) ڈاکٹر طفیل ڈین اوپن یونیورسٹی کی مسلمان سائنسدان کی کتاب دراصل مسلمانوں کی جدید علوم سے دلچسپی کا ثبوت ہیں۔مشہور ماہر تعلیم مولانا فضل اللہؒ نے اس نصاب کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: فرماتے ہیں کہ علوم کی تین اقسام ہیں:

(۱) علوم شرع: اس زمرہ میں تفسیر، حدیث اور فقہ آتے ہیں۔

(۲) علوم شرعیہ: انہیں علوم شرعیہ اس بنا پر کہتے ہیں کہ علوم شرع کی تدریس اور ان کی تحصیل ان پر ہی موقوف ہے۔ اس زمرے میں اصول تفسیر، اصول حدیث اور اصول فقہ آتے ہیں۔ اصول کلام کا شمار بھی اس ذیل میں ہوتا ہے۔

(۳) عربی زبان و ادب: علوم شرع اور علوم شرعیہ پر بنیادی کتابیں عربی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ نیز قرآن کریم اور حدیث شریف کی زبان بھی عربی ہے اور ان کے مطالعہ کے لئے عربی جاننا ضروری ہے، عربی زبان کی تحصیل کے لئے صرف، نحو، اشتقاق، معانی، بیان اور بدیع جیسی اصناف کا علم ضروری ہے۔

ان تین اقسام کے علاوہ باقی جتنے بھی علوم ہیں، وہ علوم فلاسفہ ہیں۔ (۱۸۲) علوم دینیہ کے علاوہ طب سے تھوڑی سی شُد بُد ہونی ضروری ہے کیونکہ اس کا صحت جسم کے ساتھ تعلق ہے اور مرض کا تدارک کرنا سنت ہے، اس لئے بغرض علاج طب کے مطالعے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱۸۳) طب کے علاوہ تھوڑی سی ریاضی بھی سیکھنی چاہئے کیونکہ کتب فقہ کے کئی ابواب میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے، مثلاً وراثت، خراج، عشر اور زکوٰۃ کے مسائل میں ریاضی پڑھے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ (۱۸۴) امام غزالیؒ نے بھی نصاب تعلیم پر اپنی کتاب احیاء العلوم میں تفصیل سے بحث کی ہے اور مروجہ علوم اسلامیہ پر نقد کیا ہے۔ (۱۸۵) جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی نے بھی نقد کے ساتھ اصلاحی تجاویز پیش کی ہیں۔ (۱۸۶) یہی وجہ ہے رپورٹ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس میں علوم جدیدہ شامل کرنے کی تجویز علماء نے تسلیم کرلی ہے۔ (۱۸۷) آج تمام وفاقوں میں پچھلے نصاب کے مقابلہ میں بہت تبدیلی آچکی ہے لیکن عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق یہ بھی ناکافی ہے۔

ہم نصابی تعلیم: نصابی تعلیم کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیاں بھی مثالی نظام تعلیم کا حصہ ہیں آپ ﷺ خود گھوڑ دوڑ کے مقابلے منعقد کراتے تھے، حضرت عمر فاروقؓ نے ہدایت بھیجی تھی کہ بچوں کو تیرنا نیزہ بازی اور شہسواری دوڑ لگانا اور ورزش کے کھیل سکھائے جائیں۔ (۱۸۸) آج جسمانی ورزش کو تسلیم کرلیا گیا ہے اسے پکنک، اسکاؤٹنگ Scouting کھیل اور جسمانی ورزش Games and Athlatics کلب اور سوسائٹی کی شکل میں ہر ملک میں رائج کرلیا گیا ہے۔ (۱۸۹) مغل حکمراں بھی اپنے بچوں کو تعلیم کے ساتھ ورزش کراتے تھے۔ (۱۹۰)

معاشی فنون: جہاں تک فنون کا تعلق ہے انبیاء کرام علمی خدمات کے ساتھ کسی نہ کسی فن کے ذریعہ اپنی معاشی کفالت کرتے تھے، اور علمی و اصلاحی خدمات کا کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے قرآن کے الفاظ میں صاف اعلان کردیتے: اِنْ أَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ معاوضہ اللہ کے ذمہ ہے، مسلم اسکالرز نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، امام محمدؒ لکھتے ہیں، آدم علیہ السلام زراعت کرتے تھے۔ (۱۹۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام بزاز تھے۔ داؤد علیہ السلام لوہار تھے، ذراع (ڈھال) بناتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام درخت کے پتوں سے چیزیں بناتے تھے جسے مکاتل کہا جاتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی محنت کے ذریعہ کما کر کھاتے، ہمارے پیغمبر پہلے بکریاں چرا کر پھر تجارت کے ذریعہ معاش کماتے تھے۔ (۱۹۲) لہٰذا ضرورت ہے کہ جدید فنون و ہنر کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

طلبہ علمی خدمت ے ساتھ معاش بھی مستحکم کرسکیں، قرآن واحادیث میں کما کر کھانے کی بے شمار فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، جسے مولانا زکریاؒ نے اپنی کتاب ''فضائل تجارت'' میں جمع کردیا ہے۔(۱۹۳)

غیر ملکی زبانیں: مسلمانوں نے ہمیشہ تعلیمات نبویہ ﷺ سے استفادہ کرتے ہوئے جدید علوم وفنون کو حاصل کیا اور اس کے لئے جس زبان کو سیکھنے کی ضرورت پڑی اس سے بھی دریغ نہیں کیا۔ زید بن ثابتؓ کا سریانی زبان سیکھنا آپ مطالعہ کرچکے مولانا گیلانیؒ لکھتے ہیں، عنایت رسول نے عبرانی سیکھی۔(۱۹۴) بغداد کے عالم زین الدین کو عربی، رومی، فارسی ترکی اور بالغی پانچ زبانوں پر عبور تھا۔(۱۹۵) تفضل حسین نے انگریزی اور رومی زبان سیکھی۔(۱۹۶) مخدوم چریا کوٹی نے سنسکرت سیکھی۔(۱۹۷) نصرت علی خاں دہلوی نے فارسی عربی ترکی انگریزی ہندی پانچ زبانیں سیکھیں، شاہ عبدالعزیزؒ نے انگریزی سیکھنے کے جواز کا فتویٰ دیا۔(۱۹۹) قاضی اطہر مبارکپوریؒ لکھتے ہیں عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاں سیکڑوں غلام تھے ان میں سے ہر ایک الگ الگ زبان میں بات کرتا تھا اور زبیرؓ ہر ایک سے اس کی زبان میں بات کرتے تھے۔(۲۰۰) حضرت حنظلہؓ اور حضرت عمر بن العاصؓ نے سریانی زبان میں مہارت حاصل کی۔(۲۰۱)

مسلمانوں نے تعلیمات نبویہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے حصول علم میں زبردست کامیابیاں حاصل کیں اور علوم دین و دنیا کی کوئی تمیز نہ قائم کی اور نہ باقی رکھی، یہ اس زمانہ کی بات ہے جب بقول سید امیر علی اس وقت عیسائی دنیا میں علم اور سائنس کی یہ حالت تھی کہ قسطنطین اور اس کے راسخ العقیدہ جانشینوں کے ماتحت طب وحکمت کے ادارے ہمیشہ کے لئے بند کردیئے گئے تھے۔ غیر اہل کتاب شاہنشاہوں کی فیاضی نے جو کتب خانے قائم کئے تھے وہ منتشر یا تباہ کردیئے گئے۔ علم وحکمت کو ''جادو کی طرح حرام اور بغاوت کی طرح گردن زدنی'' قرار دیا گیا، فلسفہ اور سائنس کا قلع قمع کردیا گیا۔ کلیسا کو علوم دنیوی سے جو نفرت تھی اس کا اظہار اس ضرب المثل میں ہوا کہ ''جہالت عقیدت کی ماں ہے'' اور پوپ گریگوریٔ اعظم Pope Gregory the Great نے جو کلیسا کے اعلیٰ اقتدار کا بانی مبانی تھا، اس رجعت پرستانہ ضرب المثل کو یوں عملی جامہ پہنایا کہ اس نے سائنسی تحقیق و تدقیق کو روم سے شہر بدر کردیا اور آگسٹس سیزر Augustus Caesar کے قائم کئے ہوئے کتب خانہ شاہی کو نذر آتش کردیا۔ اُس نے قدمائے یونان و روم کی کتابوں کے مطالعے کو ممنوع قرار دیا۔ اُن کی جگہ اس نے وہ صنمیاتی عیسائیت رائج کی جس کا رکن رکنین مقدس شخصیتوں کے واقعات اور تبرکات کی پرستش شامل تھی۔(۲۰۲)

معروف اسکالر بریفالٹ نے اپنی کتاب تشکیل انسانیت (The Making of Humanity) میں کھلے دل سے اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عرب مسلمانوں نے مغربی علوم وفنون کی ترویج واشاعت میں قابل قدر حصہ لیا ہے۔

It was not science only which brought europe back to

life. Other and manifold in fluenes from the civilzation of Islam communicated Its glow to European life.(203)

حواشی

(۱۰۷)مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/۱،ص/۱۷۲، کتاب الایمان، اور صحیح البخاری، ج ۳،ص/۲۶۱، کتاب الزکوۃ سنن نسائی، ج/۱،ص/۲۳۴،کتاب الصلوٰۃ باب ثواب اقامۃ الصلوٰۃ۔ (۱۰۸)ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج/۳،ص/۲۶۴، کتاب الزکوٰۃ، (۱۰۹)ابوغدہ، عبدالفتاح، الرسول المعلم و اسالیبه فی التعلیم، دارالبشائر الإسلامیه بیروت ۱۹۹۷ء،ص/۵۴،بحواله الفردوس للدیلمی، ج/۲،ص/۳۵۱، (۱۱۰)ایضاً،بحواله المستدرك للحاکم، ج/۴،ص/۳۱۲،اور الفردوس للدیلمی، ج/۲،ص/۳۵۱، (۱۱۱)ایضاً (۱۱۲)سورۃ آل عمران/۱۱۰، (۱۱۳)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/۳،ص/۵۷۴،کتاب الحج باب الخطبة ایام منی اور صحیح مسلم، ج/۱۱،ص/۱۶۹،کتاب القسامة ، (۱۱۴)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری ،ج/ ۶،ص/۴۹۶،اورسنن الترمذی، ج/۴،ص/۱۴۷، کتاب العلم، (۱۱۵)سورہ الاحزاب/۲۱، (۱۱۶)ابن حجر، الاصابة فی تمیز الصحابة دارالکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۵ھ،ج/۱،ص/ ۵۳۸، (۱۱۷)مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/ ۸،ص/۱۳۶،کتاب الزهد والرقاق باب حدیث جابر، سنن ابوداود، ج/۱،ص/۱۳۱، کتاب الصلوٰۃ، باب کراهیة البراق فی المسجد، (۱۱۸)مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، ج/۵،ص/۱۱۴،کتاب المساجد باب اوقات الصلوات الخمسة، سنن ترمذی، ج/۱،ص/۱۰۲،کتاب الصلوٰۃ نسائی، ج/۱،ص/ ۲۵۸،کتاب المواقیت باب اول وقت المغرب، ابن ماجه، ج/۱،ص/۲۱۹،کتاب الصلوٰۃ، (۱۱۹)ابوداود، سنن أبوداؤد، ج/۱،ص/۳۳،کتاب الطهارۃ، باب الوضوء ثلاثا ثلاثاً، سنن نسائی، ج/۱،ص/۸۸،سنن ابن ماجه، ج/۱،ص/۱۴۶،اورمحمد بن اسماعیل البخاری صحیح البخاری، ج/۱۱،ص/۲۱۳،کتاب الرقاق (۱۲۰)البخاری، محمد بن اسماعیل/ صحیح البخاری، ج/ ۱،ص/۴۰۹،کتاب الصلوٰۃ المساجد، باب الصلوۃ فی السطوح والمنبر اور صحیح مسلم، ج/۵،ص/۳۵،کتاب المساجد باب جواز الخطوۃ والخطوتین فی الصلوۃ، (۱۲۱)البخاری، صحیح البخاری، ج/۳،ص/۳۵۷،کتاب الزکوٰۃ باب اخذ الصدقة ،صحیح مسلم، ج/۱،ص/۱۹۶، کتاب الایمان، (۱۲۲)ابوغدہ، عبدالفتاح، الرسول المعلم وأسالیبه فی التعلیم، ص/۷۸، (۱۲۳)البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ج/۱،ص/۱۶۳، صحیح مسلم، ج/۱۲،ص/۴۲،کتاب الجهاد والسیر، (۱۲۴)ابن حنبل، امام احمد، مسند احمد، مطبوعه بیروت، ج/ ۲،ص/۱۸۰، (۱۲۵)ایضاً (۱۲۶)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/۶،ص/۱۴۰،کتاب الجهاد باب الجهاد باذن الابوین، صحیح مسلم، ج/۱۶،ص/۱۰۳،کتاب البروالصلة باب برالوالدین، (۱۲۷)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/۲،ص/۹، کتاب مواقیت الصلوٰۃ ، (۱۲۸)ابن حنبل، احمد، مسند احمد، ج/ ۵،ص/۲۵۶، (۱۲۹)ترمذی، سنن الترمذی، ج/۱۰،ص/۳۱۰، (۱۳۰)ابن حنبل، احمد، مسند احمد، ج/

۳،ص/۳۹۷، (۱۳۱)ایضاً،ج/۱،ص/۳۱۶، (۱۳۲)بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/۵،ص/۷۲، کتاب المظالم باب نصر المظلوم، (۱۳۳)ایضاً،ج/۹،ص/۳۸۹، کتاب الطلاق باب اللعان، (۱۳۴)مالک، موطا امام مالک۔ ج/۱،ص/۲۲، کتاب الطهاره، باب الطهور للوضو، اور ابوداود، ج/۱،ص/۲۱، کتاب الطهاره باب الوضو بماء البحر، (۱۳۵)بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ج/۷،ص/۴۰، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن خطاب اور صحیح المسلم، ج/۱۰،ص/۴۶۳، کتاب الادب باب علامة الحب فی الله، (۱۳۶)مسلم بن الحجاج القشیری صحیح المسلم، ج/۱۵،ص/۸۲، سنن ابوداود ج/۴،ص/۲۵۷، شمائل ترمذی، ص/۲۰۵، (۱۳۷)مسلم بن حجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/۳،ص/۱۵۳، ابوداود، ج/۱،ص/۳۰، النسائی، ج/۱،ص/۳۸، (۱۳۸)بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/۱،ص/۳۵۳، کتاب الحیض، مسلم، ج/۴،ص/۱۵، کتاب الحیض، (۱۳۹)ابوغده، عبدالفتاح الرسول المعلم واسالیبه فی التعلیم، ص/۲۰۷، (۱۴۰)بخاری محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ج/۱،ص/۱۹۲، صحیح مسلم، ج/۶،ص/۱۱۷۳، (۱۴۱)مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/۱۶،ص/۱۸۱، کتاب البر والصلة باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه اور صحیح البخاری، ج/۱،ص/۱۹۵، (۱۴۲)الخطیب، شیخ ولی الدین محمد بن عبدالله، مشکوة المصابیح مطبوعہ کراچی ۱۹۴۹ء، ص/۳۴، کتاب العلم الفصل الثانی اورسنن ترمذی/حدیث نمبر ۲۶۸۲، مسند احمد، ج/۲،ص/۲۵۲، صحیح سنن ابوداود، ج/۲،ص/۶۹۴، حدیث ۹۶، (۱۴۳)مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/۳،ص/۲۷۸، حدیث نمبر ۶۰۶۰، (۱۴۴)موسوعة نظرة النعیم، ج/۷،ص/۲۹۷۵، (۱۴۵)شلبی، ڈاکٹر احمد، تاریخ تعلیم وتربیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور ۱۹۶۳ء، ص/۹۵، (۱۴۶)مبارکپوری، قاضی اطہر، خیرالقرون کی درسگاہیں، ص/۲۴۰، (۱۴۷)محمد عبدالمعبود، مولانا۔ عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم مکتبہ رحمانیہ لاہور ۲۰۰۱ء، ص/۵۶، بحوالہ عہد نبوی ﷺ کا اسلامی تمدن، ص/۳۳۵، (۱۴۸)گیلانی، مولانا مناظر احسن۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ندوة المصنفین جامع مسجد دہلی ۱۹۸۷ء، ج/۱،ص/۴۵۳۔۴۵۴، (۱۴۹)ایضاً ص/۴۲۰۔۴۲۲، (۱۵۰)نور احمد، مولوی، مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے مترجم رحمان مذہب فیروز سنز کراچی ۱۹۷۱ء، ص/۹۸۔۹۹، (۱۵۱)رپورٹ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان اسلام آباد ۱۹۷۹ء، ص/۳۵، (۱۵۲)بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الکفالة باب جوار ابی بکر الصدیقؓ فی عهد رسول الله و عقده، (۱۵۳)ابن ہشام، سیرت النبی، ج/۱،ص/۳۴۴، اور سیرت حلبیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے یہاں پوری جماعت تعلیم حاصل کرتی تھی، ج/۱،ص/۳۰۱، (۱۵۴)مبارکپوری، قاضی اطہر، خیرالقرون کی مثالی درسگاہیں، ص/۲۶۔۲۷، بحوالہ طبقات ابن سعد اور مستدرک حاکم، ج/۳،ص/۵۷۲، (۱۵۵)ابن حجر، الاصابة فی تمییز الصحابة، ج/۲،ص/۹۰، فتوح البلدان للبلاذری، ص/۴۵۹، (۱۵۶)ابن عبدالبر الاندلسی، جامع بیان العلم، ج/۲،ص/۶، اور صحیح البخاری باب امامة العبد و المولیٰ، (۱۵۷)ابن ہشام، سیرت النبی، ج/۱،ص/۴۳۴، اور اسد الغابہ، ج/۴،ص/۳۶۹، (۱۵۸)مبارکپوری، قاضی اطہر، خیرالقرون کی درسگاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت، ص/۴۱، (۱۵۹)ایضاً ص/۴۸۔۵۰، (۱۶۰)ایضاً ص/۵۸، (۱۶۱)ایضاً/۵۸۔۶۱، (۱۶۲)ایضاً ۹۶۔۹۸، (۱۶۳)محمد عبدالمعبود، مولانا۔ عہد نبوی میں نظام تعلیم ص/۶۱، بحوالہ مستدرک للحاکم، ج/۳،ص/۳۲۲، (۱۶۴)محمد زکریا کاندھلوی، مولانا۔ حیات الصحابہ، ج/۳،ص/۳۱۴، (۱۶۵)محمد عبدالمعبود، مولانا۔ عہد نبوی میں نظام تعلیم ص/۶۱، بحوالہ حلیة الاولیاء، ج/۱،ص/۲۵۶، (۱۶۶)ایضاً (۱۶۷)مبارکپوری، قاضی اطہر، خیرو القرون کی

درسگاہیں، ص/ ۱۴۶ تا ۳۳۴، (۱۶۸) ابن حنبل، امام احمد، مسند احمد، ج/۲/ص/ ۳۴۷، سنن ترمذی، ج/۲/ص/ ۱۸، مستدرک للحاکم، ج/۴/ص/ ۱۶۱، ابواب البر والصلة حدیث نمبر ۱۹۷۹، اورج مھرۃ انساب العرب /ص/ ۸، الانساب للسمعانی، ج/ ۱/ص/ ۱۸ اور نظام الحکومة النبویة مولانا عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی الاندلسی، دارالکتاب العربی بیروت لبنان ۱۹۹۹ء، ج/۲/ص/ ۳۰۰، (۱۶۹) عبدالمعبود، مولانا۔ عہد نبوی ﷺ میں نظام تعلیم /ص/ ۳۱، بحوالہ جمع الجوامع، عنوان تعلموا، ج/ ۱/ص/ ۴۷۵، اور نظام الحکومة النبویة، ج/۲/ص/ ۳۱۲۔۳۱۴ (۱۷۰) الکتانی، مولانا عبدالحی بن عبدالکبیر الاندلسی نظام الحکومة النبویة، دارالکتاب المعربی بیروت لبنان ۱۹۹۹ء، ج/۲/ص/ ۳۰۳، (۱۷۱) عبدالمعبود، مولانا، عہد نبوی ﷺ میں نظام تعلیم /ص/ ۳۱، بحوالہ جمع الجوامع عنوان تعلموا، ج/ ۱/ص/ ۴۷۵، (۱۷۲) سنن دارمی، ج/ ۱/ص/ ۱۰۵، (۱۷۳) ذوالفقار احمد، مولانا پیر۔ مسلمان خواتین کے کارنامے مکتبۃ الفقیر فیصل آباد ۲۰۰۱ء، ص/ ۲۶، (۱۷۴) الألبانی، محمد ناصرالدین، صحیح سنن ابی داؤد، ج/۲/ص/ ۶۹۵، حدیث نمبر ۳۶۴۵، **سنن ترمذی** / حدیث نمبر ۲۷۱۵، اسی طرح عبرانی سیکھنے کا حکم دیا، نظام الحکومة النبویة، ج/ ۱/ص/ ۱۱۹ اور ۲۰۲، (۱۷۵) مبارکپوری، قاضی اطہر، خیر القرون کی درسگاہیں، ص/ ۱۱۷، بحوالہ جمھرۃ انساب العرب، ص/ ۵، (۱۷۶) ایضاً، بحوالہ الجرح والتعدیل، ج/۲/ حصہ دوم /ص/ ۳۷، (۱۷۷) ایضاً، بحوالہ طبقات ابن سعد، ج/۲/ص/ ۲۷۵، (۱۷۸) ایضاً، بحوالہ کتاب الثقات، ج/۴/ص/ ۳۱۴، (۱۷۹) ایضاً، بحوالہ مناهل العرفان فی علوم القرآن، ج/ ۵/ص/ ۵۵، (۱۸۰) الکتانی، مولانا عبدالحی بن عبدالکبیر نظام الحکومة النبویة، ج/ ۲/ص/ ۳۱۰، (۱۸۱) امیر علی، سید۔ روح اسلام مترجم محمد ہادی ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور ۱۹۸۴ء، ص/ ۵۴۲ تا ۵۵۳، ہیکل نعمت اللہ والیاس نے موسوعة علماء الطب کے نام سے انسائیکلوپیڈیا لکھا ہے۔ اس میں ۳۰۰ سے زائد قدیم وجدید مسلم اطباء کے حالات جمع کئے ہیں، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۱ء، اسی طرح ڈاکٹر موریس شربیل نے موسوعة علماء الفیزیا، موسوعة علماء الکیمیاء، موسوعة علماء المکتشفین والمخترعین اور موسوعة علماء النفس میں بے شمار جدید علوم کے ماہر مسلم علماء کے حالات جمع کئے ہیں، اور موسوعة علماء النفس میں بے شمار جدید علوم کے ماہر مسلم علماء کے حالات جمع کئے ہیں، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت۔ ۱۹۹۱ء، (۱۸۲) فضل اللہ، سلوک الملوک جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔ ۱۹۶۶ء، ص/ ۶۷، (۱۸۳) ایضاً (۱۸۴) ایضاً (۱۸۵) ظفر حسین خان، اساس تعلیم، طاہر سنز کراچی، ص/ ۲۲۴، (۱۸۶) عثمانی، جسٹس مفتی محمد تقی، پاکستان کا نظام تعلیم ایک جائزہ، مقالات مذاکرہ ملی تعلیمات نبوی ﷺ مرتب حکیم محمد سعید ہمدرد فاؤنڈیشن پریس ۱۹۸۴ء (۱۸۷) رپورٹ قومی کمیٹی برائے دینی مدارس پاکستان وزارت سے مذہبی امور حکومت پاکستان ۱۹۷۹ء، ص/ ۶۵، (۱۸۸) شلبی، ڈاکٹر احمد، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ مترجم حسین خاں زبیری ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور ۱۹۶۳ء، ص/ ۱۴۲، (۱۸۹) کھوکھر، فدا حسین تنظیم مدارس، طاہر سنز کراچی ۱۹۸۴ء، ص/ ۲۴۸۔۲۵۷، (۱۹۰) رفیق، پروفیسر سعید احمد، مسلمانوں کا نظام تعلیم، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی ۱۹۸۲ء، ص/ ۲۵۳۔۲۵۴، (۱۹۱) الشیبانی، امام محمد بن الحسن کتاب الکسب مکتبة المطبوعات الاسلامیہ حلب ۱۹۹۷ء، ص/ ۷۵۔۷۷، (۱۹۲) ایضاً (۱۹۳) محمد زکریا، مولانا۔ فضائل تجارت، ایجوکیشنل پریس کراچی ۱۹۸۰ء، ص/ ۲۲ تا ۲۶، (۱۹۴) گیلانی، مولانا مناظر احسن، ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، ج/۲/ص/ ۴۰، (۱۹۵) ایضاً، ص/ ۴۰ (۱۹۶) ایضاً (۱۹۷) ایضاً، ص/ ۴۱ (۱۹۸) ایضاً، ص/ ۴۱ (۱۹۹) ایضاً ج/ ۱/ص/ ۳۶۳، (۲۰۰) مبارکپوری، قاضی اطہر، خیر القرون کی درسگاہیں، ص/ ۱۳۰، (۲۰۱) محمد عبدالمعبود، مولانا عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم، ص/ ۷۱۔۷۲، (۲۰۲) امیر علی، سید۔ روح السلام، ص/ ۵۴۵، (۲۰۳) بقاء، پروفیسر شریف۔ رسول اکرم مغربی اہل دانش کی نظر میں، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ۱۹۹۵ء، ص/ ۸،